© rasailojaraid.com

پروفیسر محمد ایوب قادریؒ

تحریک آزادی اور علماء لدھیانہ

مولوی عبد القادر ابن حکیم حافظ عبد الوارث' رائیں قبیلے کے چشم و چراغ تھے۔ تقریباً ۱۲۰۶ھ میں موضع نوکھروال ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ پھر ان کے والد نے موضع بلیہ وال ضلع لدھیانہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی پھر تمام علوم مروجہ کی تحصیل شاہ ولی اللہ کے خاندان کے علماء سے دہلی میں حاصل کی۔ اور حضرت شاہ عبد القادر دہلوی (ف ۱۲۳۰ھ بمطابق ۱۸۱۴ء) کے خلیفہ شاہ عبد اللہ جے راج پوری کرنالوی سے بیعت ہوئے اور ان ہی سے اجازت وخلافت بھی پائی۔ اور اپنے علاقے میں تدریس و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ مولوی عبد القادر مرحوم کا تعلق سید احمد شہید کی جماعت سے بھی تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ سید احمد شہید کی اہلیہ نے مولوی عبد القادر مرحوم کو تین خط بھی بھیجے تھے جو مفتی محمد نعیم صاحب کے پاس اب تک محفوظ ہیں۔

۱۸۳۶ء میں شاہ زمان الملک امیر کابل اور شاہ شجاع الملک اپنے وزیر فتح علی خان سے شکست کھا کر انگریزوں کی پناہ میں آکر لدھیانہ رہنے لگے۔ شاہ زمان الملک آنکھوں سے معذور تھے اور تصوف کا ذوق رکھتے تھے۔ انہوں نے مولوی عبد القادر لدھیانوی کے ہاتھ پر موضع بلیہ وال جا کر بیعت کر لی اور پھر مولوی لدھیانوی مرحوم کو لدھیانہ بلا لیا۔ مولوی صاحب محلہ موچپورہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس کے بعد ان کی تدریسی اور تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز لدھیانہ بن گیا۔ اور اصلاح و تبلیغ کے سلسلے میں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۸۴۰ء میں شجاع الملک افغانستان واپس چلا گیا اور دوست محمد خان کو تخت سے دست بردار کر دیا گیا۔ دوست محمد خان بھی مولوی عبد القادر لدھیانہ کا بڑا معتقد تھا۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد ان کے فرزند اکبر مولوی سیف الرحمن نے کابل جا کر سکونت اختیار کر لی۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں مولوی عبد القادر لدھیانوی نے مردانہ وار حصہ لیا۔ اس میں ان کے بڑے بھائی اور [illegible] مولوی عبد اللہ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولوی عبد العزیز شریک رہے۔ مووی عبد القادر کی قیادت اور ان کے خاندان کی شرکت کی وجہ سے لدھیانہ تحریک کا خاص مرکز بن گیا۔ سندر لال لکھتے ہیں :

"لدھیانہ کا شہر پنجاب میں جنگ آزادی کا ایک خاص مرکز تھا۔ شہر بھر میں اس دن سب جگہ جوش تھا' جیل خانہ توڑ دیا گیا' انگریزی مکان جلا دیے گئے۔ سرکاری خزانے پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد جالندھر' لدھیانہ اور پھلور کی فوج مل کر آزادی کی اس جنگ میں حصہ لینے کے لیے دلی کی طرف روانہ ہو گئی۔"

مولوی عبد القادر نے پنجاب کی فوجوں سے بھی تعلقات قائم کر لیے تھے۔ مگر یہ ان ہی چھاؤنیوں میں ممکن ہو سکا جہاں ہندوستانی سپاہی متعین تھے۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں :

"تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ پنجاب میں جہاں جہاں ہنگامے (بسلسلہ ۱۸۵۷ء) بپا ہوئے وہ پنجابیوں نے نہیں بلکہ ہندوستانیوں نے بپا کیے تھے۔ پنجابیوں نے تو ایک سے زیادہ موقعوں پر درخواست کی تھی کہ انہیں ہندوستانی فوجیوں سے الگ رکھا جائے۔"

ساور کر لکھتے ہیں :

"سکھ اور فرنگی فوجوں کے خلاف اپنی تازہ فتح کی خوشی اور مسرت سے سرشار ہو کر قوم پرست فوجی رسالہ دوپہر کے وقت شہر میں داخل ہوا۔ شہر میں ایک بااثر مولوی تھے جو ہمیشہ وہاں کے لوگوں کو فرنگی طوق غلامی کو اتار پھینکنے اور سوراج قائم کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اس مولوی کی تقریروں کا یہ اثر تھا کہ یہ شہر پنجاب کی انقلابی پارٹیوں کا ایک مضبوط مرکز بن گیا۔ اور غلامی کی زنجیروں پر آخری ضرب لگانے کا وقت آگیا تو سارا شہر مولوی صاحب کے اشارے پر بیدار ہو گیا۔ ..... لدھیانہ میں بھی انقلاب کی آگ لگی۔ جالندھر' پھلور اور لدھیانہ کی انقلابی افواج اور شہریوں کی قومی فوج مولوی صاحب کی زیر کمان دہلی کی طرف روانہ ہو گئی۔"

ایک ہم عصر وقائع نگار ۲ جولائی ۱۸۵۷ء کے ضمن میں لکھتا ہے۔

"عبد الرحمان و عبد القادر دو صد سوار بادیزہ خدمت گرد آورند نہ ہمیں بس، جستجو و تگاپو ... خسرو بہ ہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یک زوج دو شالہ بخشود"

مولوی عبد القادر مسجد فتح پوری (دہلی) میں مقیم ہوئے وہیں ان کی اہلیہ کا انتقال ہوا۔

سقوط دہلی کے بعد مولوی عبد القادر' ان کے بیٹے اور ساتھی کرنال ہوتے ہوئے پٹیالہ کے جنگلات میں روپوش ہو گئے۔ اور لدھیانہ میں مولوی عبد القادر کی تمام جائداد مع مسجد نیلام کر دی گئی اور گرفتاری کے لیے انعام مقرر ہو گیا۔

مولوی عبد القادر اور ان کے بیٹے پٹیالہ سے بیس میل کے فاصلے پر موضع ستلانہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں کے مسلمان راجپوتوں نے ان کی ہر طرح خدمت و حفاظت کی اور گرفتاری سے بچایا۔ مولوی عبد القادر اور ان کے بیٹوں کے قیام کی وجہ سے اس گاؤں میں اسلامی شعائر خوب رواج پذیر ہوئے۔

۱۲۷۶ھ بمطابق ۱۸۶۰ء میں مولوی عبد القادر کا ستلانہ میں انتقال ہوا۔ ان کے بڑے بیٹے مولوی سیف الرحمان کابل چلے گئے۔ اور پھر وطن واپس نہ آئے۔ مولوی سیف الرحمان نے دہلی کے مشہور فتوائے جہاد پر دستخط کیے تھے۔

۱۸۶۰ء میں مولوی عبد القادر کے تینوں صاحبزادے' مولوی محمد' مولوی عبد اللہ اور مولوی عبد العزیز لدھیانہ واپس آئے' مقامی حکام نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر جلد ہی رہا ہو گئے۔

اس کے بعد از سر نو زندگی کا آغاز ہوا۔ مکانات تعمیر ہوئے۔ مسجد آباد ہوئی۔ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مشہور احرار لیڈر مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی بن مولوی محمد زکریا' مولوی محمد کے پوتے ہیں۔

مولوی عبد اللہ نے سہارنپور کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور وہیں ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۱ ہجری کو ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے قادیانیت کا خاص طور سے رد کیا۔"

مولانا عبد العزیز کا ۲۲ شعبان ۱۳۱۹ھ (۴ دسمبر ۱۹۰۱) کو اور مولانا محمد کا ۶ رمضان ۱۳۱۹ھ (۱۸ دسمبر ۱۹۰۱) کو انتقال ہوا۔ ان دونوں بھائیوں نے نصرۃ الابرار کے نام سے ایک فتویٰ دسمبر ۱۸۸۸ء میں کتابی صورت میں کانگریس کی شرکت کے جواز میں شائع کیا جس میں برصغیر کے بہت سے علماء کے دستخط تھے۔ یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ اس وقت کانگریس حکومت برطانیہ کی مخالف نہ تھی بلکہ موید تھی اور اس کی فتویٰ میں بھی صراحت ہے۔ اس فتویٰ کا دوسرا حصہ [illegible]

© rasailojaraid.com